UNITED MASS MEDIA ASSOCIATION

Hindustan Express

ہندوستان ایکسپریس

نئی دہلی، ہفتہ، یکم دسمبر 2012، بمطابق،16، محرم الحرام 1434ھ صفحات 8 قیمت :2 روپے

انصاف کی راہ میں رکاوٹیں

ڈاکٹر محمد منظور عالم

ملک کو انگریزوں کی غلامی سے نجات دلانے اور آزادی کی لڑائی میں یہاں کی سبھی اکائی چاہے وہ مذہبی ہو یا لسانی یا کوئی دیگر، سب نے اس میں شرکت کی اور اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، تب کہیں جا کر یہ ملک آزاد ہوا۔ لیکن بدنصیبی سے یہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ملک کی آزادی کا یہ پرچم جہاں آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر نے اپنے دونوں بیٹوں کی گردن کٹوا کر بلند کیا وہاں ہزاروں کی تعداد میں علماء کرام و دیگر افراد نے کانٹوں کے اس سفر کو اختیار کیا۔ ان کی یہ قربانیاں جذبہ حب الوطنی سے سرشار تھیں اور وہ کسی بھی قیمت پر اپنے ملک کی غلامی کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جب انگریزوں نے انھیں قید و بند میں رکھ پھانسی کی سزا سنائی تو ان سب نے ہنسی خوشی پھانسی کے اس پھندے کو چوم لیا لیکن اپنے پاؤں میں لغزش نہ آنے دی۔ ان کی یہ جرأت ایمان اور بلندی حوصلہ آج بھی باشندگان ملک کے لیے ایک روشن اور تابناک مثال پیش کرتا ہے۔ حتیٰ کہ ملک کی آزادی کے بعد ملک کی حفاظت اور سالمیت کی خاطر قربان ہو کر حولدار عبدالحمید وغیرہ سپوتوں نے اپنا نام درج کرایا۔ ان کی اس حب الوطنی اور قربانیوں کو اتفاق رائے سے تسلیم کیا گیا اور ملک کے اہم دستاویزات میں اسے رقم کرا کے اس کا اعتراف کیا گیا گو کہ فرقہ پرستوں کی جانب سے مسلمانوں کی حب الوطنی پر ہمیشہ سوالیہ نشان لگایا جاتا رہا ہے لیکن اس کے باوجود ملک کے دستور پر مسلمانوں کا پورا بھروسہ قائم ہے اور مسلمانوں نے ہمیشہ دستوری حقوق کا مطالبہ کیا ہے جس کی ضمانت خود دستور ہند نے دی ہے۔ یہ دستوری حقوق انصاف مساوات اور برابری کے حقوق پر مبنی ہیں جن کے حصول کے لیے کی جانے والی کوششوں کو دستوری تحفظ دیا گیا ہے۔ ملک کی آزادی کے بعد مسلمانوں کو نہ صرف ان دستوری حقوق سے محروم رکھا گیا بلکہ ان کے ساتھ نفرت و تعصب اور تشدد کا رویہ اختیار کیا گیا اور ان کی حب الوطنی اور ایمانداری پر شک کیا جانے لگا جس کے نتیجہ میں انھیں ہر جگہ تعصب اور تنگ نظری کا نشانہ بنایا گیا۔ اسی کے ساتھ فرقہ وارانہ فسادات کا بھی سلسلہ شروع ہو گیا اور مسلمانوں کی جان و مال، عزت و آبرو کو نشانہ بنایا جانے لگا۔ بات چاہے جبل پور میں ہوئے قتل عام کی ہو یا بھاگلپور کی، مراد آباد میں نمازیوں پر گولی چلانے کا معاملہ ہو یا پی اے سی کے ذریعہ ہاشم پورہ اور ملیانہ میں لوگوں کو گھروں سے نکال کر گولیوں سے بھون دینے کا ہو یا گجرات کا قتل عام ہو یا ملک کے دیگر حصوں میں ہوئے فسادات کا معاملہ، مسلمانوں نے ہر جگہ اسی جرأت کا مظاہرہ کیا اور تمام تر تکالیف و پریشانی کے باوجود اس ملک کے دستور پر مکمل بھروسہ رکھا اور ملک کے قانون کو قبول کرتے ہوئے اس پر عمل کرنے کی کوشش کی۔ گو کہ فرقہ پرستوں کے اس عمل سے مسلمانوں کی ہمت کو چوٹ پہنچی اور انھیں دھچکے لگے لیکن انھوں نے ہمت نہیں ہاری اور گذشتہ 15-20 سالوں میں ہمہ جہتی کوششیں شروع کیں لیکن ابھی کامیابی نہیں ملی ہے۔ اس راہ میں بے شمار رکاوٹیں کھڑی ہیں۔ اس کی واضح مثال سچر کمیٹی رپورٹ ہے۔

آج کے نوجوانوں میں بالعموم اور مسلمانوں میں بالخصوص، ملک کی ترقی، خواہ تعلیمی ہو یا اقتصادی، سماجی ہو یا تجارتی ہر شعبہ میں شامل ہونے کی چاہت بھی بڑھتی جارہی ہے اور اس کے لیے سنجیدہ کوششیں بھی کی جارہی ہیں۔ چونکہ اسلام کی بنیادی تعلیم مایوسی کو حرام قرار دیتی ہے اور اس تعلیم کا اثر رہتا ہے کہ جستجو کو نہ چھوڑا جائے، ظلم کتنا ہی کیوں نہ بڑھ جائے انصاف کی امید قائم رکھی جائے۔ ناانصافی کی تاریکی کتنی ہی کیوں نہ بڑھ جائے، نظام عدلیہ پر پورا بھروسہ رکھا جائے۔ دستور ہند پر اعتماد رکھا جائے چاہے اس سے مستفیض ہونے میں جتنی بھی دشواریاں ہوں۔ اس نقطۂ نگاہ سے مسلمانوں اور ان کی نئی نسل اور ان کی آنے والی نسل کو جتنی بھی مبارکباد دی جائے وہ کم ہے کہ ان حالات کے باوجود وہ دلبرداشتہ نہیں ہیں اور اپنے پاؤں کو بہت مضبوطی سے قائم کر رکھا ہے۔ آج جو حالات ہیں اور مایوسی چھائی ہوئی ہے وہ یقیناً بدلیں گے کیونکہ دنیا کے حالات بدل رہے ہیں اور ساری دنیا حقیقت کی تلاش میں ہے اور ایسے تعلیمی دھارے کی جستجو میں ہے جو انسانیت کی تعلیم دے رہا ہو، برابری کے حقوق کا درس دے رہا ہو، ناانصافی کے خلاف کھڑے ہونے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو اور غریبی و امیری کے درمیان فرق کو دور کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔ یہ تعلیم جہاں اسلام دے رہا ہے وہاں ہمارا دستور ہمیں عملی طور سے کام کرنے کی ترغیب و مواقع فراہم کر رہا ہے۔

ہمارا ملک جمہوری و دستوری ہے۔ جمہوریت ہمیں مواقع فراہم کرتی ہے اور دستور ہمیں ترغیب دیتا ہے کہ ہم اپنے اس ملک کو کیسے بنائیں اور اسے کیسے سنواریں۔ نیز اس کی راہ میں آنے والی دشواریوں کو کیسے دور کریں؟ وہ دشواریاں جو تنگ نظری، تعصب پر مبنی ہیں اور جس کے تحت ایک رنگ کو غالب کرنے کی کوششیں ہوتی ہیں۔ خون خون میں فرق کرنے کے نظریہ کو بنانے، ملک کے سیکولر تانے بانے کو توڑنے اور دستور کے سیکولر ڈھانچے کو تہس نہس کی کوششیں ہوتی ہیں۔ ان کوششوں کو کیسے روکا جائے؟ یہ فرقہ پرست عناصر خوف و ہراس پیدا کرنے اور عزت و آبرو کو پامال کرنے پر یقین رکھتے ہیں جس کی وجہ سے بیشتر سیاسی رہنما، تعلیمی ماہرین، بیوروکریٹس بالخصوص مسلمان مایوس ہونے لگتے ہیں اور اس کی وجہ سے وہ مایوسی کا درس بھی دینے لگتے ہیں کہ ان عناصر کی خواہش کی تکمیل ہو جائے تو شاید کمزور طبقے بالخصوص گجرات کے مسلمان محفوظ ہو جائیں۔ اس کے نتیجہ میں کبھی نریندر مودی کی تعریف ہونے لگتی ہے تو کبھی یہ کہا جانے لگتا ہے کہ مسلمانوں کے تئیں مودی کا رویہ بدل رہا ہے۔ اس طرح کی باتیں جہاں ایک طرف مسلمانوں میں انتشار پیدا کرتی ہیں وہاں نوجوانوں میں مایوسی پیدا ہونے کا خطرہ پیدا کرتی ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ بھیڑیے نے اب دوسرے جانوروں کے تئیں اپنا رویہ بدل لیا ہے اور وہ اپنے منہ میں لگے لہو کو بھول جانا چاہتا ہے۔

دستوری اور جمہوری نظام کی خوبی یہ ہے کہ ہر کسی کو اپنی پسند کی حکومت لانے کا پورا حق حاصل ہے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ قاتل اور مقتول میں فرق کیا جائے۔ انصاف کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے والوں کو پہچاننے کی کوشش کی جائے، پہچانتے ہوئے مخلص کے مکر و فریب کا شکار نہ ہوا جائے۔ اپنے حالات کا صحیح جائزہ لیا جائے اور سمجھداری کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے حق کا پوری طرح استعمال کیا جائے۔ ووٹ ڈالنا ہمارا حق بھی ہے اور ہمارا فرض بھی۔ اس فرض سے کوتاہی برتنا اپنے ہی خلاف ناانصافی کو بڑھاوا دینے کے مترادف ہوگا۔ اس کے لیے جہاں بھی الیکشن ہوں جیسا کہ ابھی گجرات کے اسمبلی الیکشن ہیں وہاں اس بات کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے کہ ہر بالغ ووٹ ڈالنے جائے، اس کا تعلق خواہ کسی بھی مذہب سے ہو اور وہ کسی بھی رائے کا حامل ہو۔ مسلمان اور دیگر کمزور طبقات بشمول دلتوں کو اس بات کی پوری کوشش کرنی چاہیے کہ ان کا ایک ایک ووٹ استعمال ہو کیونکہ یہ ایک ایک ووٹ دستور کی روح اور جمہوریت کو مضبوط کرنے کا بہترین موقع ہے۔ ایک ووٹ کے نہ ڈالنے سے ظالم کا پنجہ مضبوط ہو سکتا ہے اور مظلوم مزید پانچ سال تک کراہتا رہے گا۔ اس لیے اپنے دستوری حقوق کو پہچانتے ہوئے اپنے فرض کو پوری طرح ادا کریں۔ اپنی کمزوریوں کو ظاہر نہ کریں اور نہ ہی اپنے ووٹ کو برباد ہونے دیں۔

(مضمون نگار آل انڈیا ملی کونسل کے جنرل سکریٹری ہیں)